مشاہدات-1085

ابوسعید حنیف احمد محمود-برطانیہ

❁❁❁ تقریر ❁❁❁

تقریر بابت ایمانیات

وقت 5-7 منٹ

ایمان اور اُس کی حفاظت؟

اللہ تعالیٰ قرآنِ شریف میں بیان فرماتا ہے:

وَاِذَا مَاۤ اُنۡزِلَتۡ سُوۡرَۃٌ فَمِنۡهُمۡ مَّنۡ يَّقُوۡلُ اَيُّكُمۡ زَادَتۡهُ هٰذِهٖۤ اِيۡمَانًا ۚ فَاَمَّا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا فَزَادَتۡهُمۡ اِيۡمَانًا وَّهُمۡ يَسۡتَبۡشِرُوۡنَ (التوبة:124)

یعنی جب بھی کوئی سورت اتاری جاتی ہے تو ان میں سے کچھ لوگ ہیں جو کہتے ہیں کہ تم میں سے کون ہے جسے اس (سورت) نے ایمان میں بڑھا دیا ہو۔ پس وہ لوگ جو ایمان لائے ہیں انہیں تو اس نے ایمان میں بڑھا دیا ہے اور وہ (آئندہ کے متعلق) خوشخبریاں حاصل کرتے ہیں۔

کوئی اس پاک سے جو دل لگاوے
کرے پاک آپ کو تب اس کو پاوے
پسند آتی ہے اس کو خاکساری
تذلل ہی رہِ درگاہِ باری

معزز سامعین! مجھے آج ایمان اور اُس کی حفاظت کرنے کے بارے میں کچھ کہنا ہے۔ انسان اپنی مادّی پونجی اور اپنے سرمایہ کی حفاظت کرتا ہے۔ انسان کو اپنی روحانی پونجی اور سرمایہ کو بھی محفوظ کرنے کی کوشش کرنی چاہیے اور ایک مؤمن اس فکر میں رہتا ہے کہ جس طرح مَیں بطور تاجر اپنے سرمایہ کو بڑھانے کی سوچ رکھتا ہوں جس کے لئے مَیں تگ و دَو بھی کرتا ہوں۔ اِسی طرح روحانی سرمایہ کو بھی مجھے روحانی تجارت پر لگانا چاہیے۔ تاکہ وہ بھی بڑھتا رہے اور میرے روحانی سرمایہ میں اضافہ ہو اور ثواب و اجر زیادہ ملے۔ ایک مؤمن کے روحانی سرمایہ کو ہم مختلف نام دے سکتے ہیں۔ لیکن ایک وسیع اور بلیغ معنوں میں اگر روحانی پونجی اور سرمایہ کو کوئی نام دیا جا سکتا ہے تو وہ "ایمان" کا لفظ ہے۔ جس کے بارہ میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایمان کی 70 سے اوپر کچھ شاخیں ہیں۔ اِن میں سے سب سے افضل لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کا اقرار کرنا ہے اور سب سے چھوٹی شاخ راستہ سے تکلیف دہ چیز کو ہٹانا ہے اور حیا بھی ایمان کی ایک شاخ ہے۔

(حدیقۃ الصالحین حدیث:168)

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اِن بیان فرمودہ الفاظ پر اگر غور کریں تو ایمان کو مذہبِ اسلام کی تمام تعلیمات پر فوقیت حاصل ہے۔ سَتّر (70) کا لفظ دنیا کی معروف زبانوں میں کثرت کے لئے استعمال ہوتا ہے جیسے مائیں اپنے بچوں کو کوئی بات کثرت سے کہیں جو گنی نہ جا سکے تو وہ کہتی ہیں کہ مَیں نے تمہیں ستّر بار کہا ہے یعنی کثرت سے کہا ہے۔ یہ کثرت اَنگنت ہوتی ہے۔ ویسے بھی یہ معنیٰ فرمانِ رسولؐ کے الفاظ سے بھی عیاں ہوتے ہیں کہ حضورؐ نے فرمایا 70 سے اوپر شاخیں ہیں یعنی اَنگنت شاخیں ہیں۔ جس میں ایمان باللہ کو سرِ فہرست رکھا اور ادنیٰ ترین شاخ راستہ سے تکلیف دہ چیز کو ہٹانا قرار دیا۔

"شاخ" کے لفظ پر اگر غور کریں تو "ایمان" ایک ایسا وسیع و عریض درخت ہے جس کی بے شمار ٹہنیاں ہیں جو اوّل تو گنی نہ جا سکیں اور دوم۔ اُن پر خوشبودار، ذائقہ دار، مزے دار اور مٹھاس سے بھرپور پھل لگے جس سے مؤمن فائدہ اُٹھائیں۔ ایک اَور مقام پر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے "ایمان" کو دِل کی معرفت قرار دیتے ہوئے زبان سے اقرار اور اسلام کے ارکان پر عمل کا نام دیا ہے۔

(حدیقۃ الصالحین حدیث:167)

احادیث میں یہ بھی آتا ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک محفل میں حضرت جبرائیلؑ انسان کی شکل میں متمثّل ہو کر آئے اور آپؐ سے سوالیہ رنگ میں پوچھنے لگے کہ اے محمدؐ! "ایمان" کسے کہتے ہیں۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ پر، اُس کے فرشتوں پر، اُس کی کتابوں پر، اُس کے رسولوں پر، آخرت پر، خیر اور شر کی تقدیر پر، ایمان لانے کو "ایمان" کہتے ہیں۔ (ان چھ امور کو ارکانِ ایمان کا نام دیا گیا ہے)

(حدیقۃ الصالحین حدیث:166)

سامعین! اگر اِن معنوں کو سامنے رکھ کر اسلام کی تعلیمات کا احاطہ کیا جائے تو تمام اسلامی تعلیمات کو حرزِ جان بنانا، اُن پر عمل کرنا ایمان کا حصہ ہے کیونکہ ہم ابھی سُن آئے ہیں کہ ایمان، زبان سے اقرار اور اُن اقوال کو عملی شکل دینے کا نام ہے۔ ہر فعل اور عمل سے قبل اقرار ضروری ہے۔ خواہ وہ دل ہی میں ہو۔ اس لئے ایمان کے معنی اس قدر وسیع ہیں کہ تمام اسلامی امور پر احاطہ کئے ہوئے ہیں۔ اسلام پر ایمان لانے والا "مؤمن" کہلاتا ہے اور مؤمن کی تعریف کرتے ہوئے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اَلْمُؤْمِنُ مَنْ يَّامَنُهُ النَّاس کہ مومن وہ ہے کہ جس سے تمام لوگ امن میں رہیں۔

(سنن ابن ماجہ حدیث 3934)

پھر فرمایا:

مومنوں کی مثال ایک دوسرے سے محبت کرنے، ایک دوسرے پر رحم کرنے اور ایک دوسرے پر شفقت کرنے میں ایک بدن کی سی ہے۔ جب ایک عضو کو تکلیف پہنچتی ہے تو اِس کی وجہ سے باقی سارا بدن بیداری اور بخار میں شامل ہوتا ہے۔

(حدیقۃ الصالحین حدیث:169)

اِسی کے ذیل میں پیارے رسول حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد بھی ملتا ہے کہ ایک مؤمن دوسرے مؤمن کے لئے عمارت کی طرح ہے جس کا ایک حصّہ دوسرے حصّہ کو مضبوط کئے ہوئے ہے۔ آپؐ نے اپنی انگلیوں کو ایک دوسرے میں پرو کر دکھایا۔

(حدیقۃ الصالحین حدیث:170)

سامعین! آئیں! آج کی تقریر کے عنوان کے دوسرے حصّے میں داخل ہوتے ہیں یعنی اگر ایمان کی اِس قدر فضیلت اور اُس کا مقام ہے۔ اُس کی اہمیت بہت بلند وبالا ہے تو پھر اِس کی حفاظت کی طرف بھی اُسی قدر توجہ دینی ہوگی جو اِس کی اہمیت اَور افادیت تقاضا کرتی ہے۔ ہم اِس دنیا میں دیکھتے ہیں کہ انسان جو بھی کام کرتا ہے اُس کو محفوظ کرنے کی وہ سعی بھی کرتا ہے جیسے مختلف ملکوں میں جو درخت لگائے یا فصل بوئی جاتی ہے۔ کھیت یا درخت کا مالک اُن کو بھیڑ بکریوں، چرند پرند اور کیڑے مکوڑوں سے محفوظ رکھنے کے لئے مختلف حیلے اور جتن کرتا ہے۔ ننھے مُنّے پودوں کے اردگرد باڑ لگاتا ہے۔ برطانیہ میں تو کھیتوں کے اردگرد باڑ لگی نظر آتی ہے ورنہ ایشین ممالک میں کسی بوسیدہ انسانی قمیص کو لکڑی کی صلیب بنا کر اس پر لٹکا دیا جاتا ہے تا پرندے اور دیگر جانور اُسے انسان سمجھ کر فصل کے قریب نہ جائیں۔ نیز ہمارے ایشین معاشرے میں اگر پودے قیمتی ہوں تو اُن کے اردگرد گملوں کی طرز پر اینٹوں سے دیوار بنائی جاتی ہے اور اِن پودوں کو، فصلوں کو آندھی اور تیز بارش سے بچاؤ کے سامان کئے جاتے ہیں۔ الغرض جس قدر پودا قیمتی ہوگا یا وہ چیز قیمتی ہوگی اُسی قدر اُس کی حفاظت کے سامان زیادہ کئے جاتے ہیں۔ روحانی دنیا میں ہم اوپر سُن آئے ہیں کہ "ایمان" بہت ہی قیمتی چیز ہے۔ جس کی حفاظت کے لئے ہمیں وہ تمام طریق آزمانے ہوں گے جو قرآن واحادیث میں بیان ہوئے ہیں اور آج کے دَور میں حضرت مسیح موعودؑ اور آپؑ کے خلفاء ہمیں اس حوالہ سے توجہ دلاتے رہتے ہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے ایک دفعہ رمضان میں ایک خطبہ کے دوران فرمایا تھا کہ چوہے وہیں نقب لگاتے ہیں جہاں گودام میں قیمتی اناج پڑا ہو۔ اِسی طرح رمضان میں ہم نے روحانیت کی فصل کاٹی ہے اگر ہم اِسے کسی محفوظ گودام میں نہ رکھیں گے تو شیطان نقب لگائے گا اور بہت سا قیمتی سامان جو ہم نے رمضان میں جمع کیا تھا اُسے چوری کر لے جائے گا۔ تو بعض اوقات انسان ہی ایک دوسرے کے کھیت کو ارادی طور پر یا غیر ارادی طور پر نقصان پہنچا جاتا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا:

"اصل بات یہ ہے کہ بعض اوقات حب دنیا کا غلبہ بھی سلب ایمان کا باعث ہو جایا کرتا ہے لہٰذا دنیوی امور میں بہت انہماک اور دنیوی امور کو اتنی اہمیت دے دینا کہ گویا دین ایمان اور آخرت کی پرواہی نہ رہے یہ بھی خطرناک زہریلا مرض ہے۔ یہ تو وہ زمانہ ہے جس کے متعلق رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم پہاڑوں کی چوٹیوں پر چلے جاؤ، درختوں کے تنوں سے لگ جاؤ اور جس طرح سے بن پڑے زمانہ کے فتن سے اپنے ایمان کو سلامت رکھنے کی کوشش کرو۔"

(ملفوظات جلد 5 صفحہ 526، ایڈیشن 1988ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے 9 جون 1922ء کو ایک خطبہ جمعہ میں ایمان کی حفاظت کا مضمون بیان فرمایا تھا۔ آپؓ اِس خطبہ میں فرماتے ہیں:

"عقلمندوں کا قاعدہ ہے کہ اپنی ہر ایک چیز کی حفاظت کرتے ہیں اور کبھی غفلت نہیں کرتے اور ہر ایک شخص سوائے مجنون کے اپنی چیز کی نگہداشت کرتا اور نقصان سے بچاتا ہے۔ ایک زمیندار کھیت میں بیج بونے سے لے کر گلّہ گھر لے جانے تک حفاظت کرتا ہے۔ لیکن حیرت ہے کہ ایمان کا بیج ایسا ہے جس کو بو کر اکثر لوگ مطمئن ہو جاتے ہیں اور اس کی حفاظت کی پرواہ نہیں کرتے۔ لوگ درخت لگاتے ہیں اُس کی حفاظت کرتے ہیں، کھیت بوتے ہیں اُس کی حفاظت کا سامان کرتے ہیں، مکان بناتے

ہیں اس کی نگرانی کرتے ہیں مگر ایمان کی کھیتی ہی ایسی ہے جس کی حفاظت نہیں کرتے۔ حالانکہ اگر کھیتی تباہ ہو جائے، کسی کے کھلیان جل کر راکھ ہو جائیں تو وہ کسی سے قرض لے کر گزارہ کر سکتا ہے اور ایمان ایسی چیز ہے کہ کسی سے قرض نہیں ملتا نہ کسی کا ایمان کسی دوسرے کے لئے کفایت کر سکتا ہے...ایمان کا پودا ایسا ہے کہ اس کو بو کر چھوڑ دیا جاتا ہے اور اِس کی حفاظت کی فکر نہیں کی جاتی۔ بہت لوگ ہیں جو ایمان حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں مگر جب ایمان حاصل ہو جائے تو اِس کی حفاظت کی کوشش نہیں کرتے۔ بلکہ اپنے آپ کو ایمان حاصل کرنے کے بعد محفوظ خیال کر لیتے ہیں۔ حالانکہ نازک وقت یہی ہوتا ہے جب ایمان حاصل ہو جائے کیونکہ کئی دشمن پیدا ہو جاتے ہیں جو ایمان کے درپے ہوتے ہیں۔ کہیں شیطان ایمان پر حملہ کرتا ہے۔ کہیں کوئی اپنے فائدہ کے لئے اس کے ایمان کو نقصان پہنچانا چاہتے ہیں۔ کہیں کچھ لوگ اپنی نادانی اور جہالت سے اس کے ایمان کے درپے ہوتے ہیں۔ مگر بہت لوگ ہیں جو اِن حملوں سے غافل ہیں اور نہیں سوچتے کہ متاعِ ایمان جب گم ہو جائے تو پھر اِس کا ملنا مشکل ہوتا ہے۔ دیکھو! خدا تعالیٰ نے جہاں ایمان کے حصول کی دعا سکھلائی وہاں اس کی حفاظت کی بھی دعا سکھلائی ہے۔ چنانچہ جہاں اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ آیا ہے وہیں یہ بھی ہے غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ۔ بہت لوگ ایمان حاصل کرتے ہیں مگر اس کی حفاظت نہیں کرتے اور کافر مر جاتے ہیں۔"

(الفضل 15/جون 1922ء)

سامعین! ایمان کے مختلف Stages اور درجات ہوتے ہیں۔ پہلے تو ایک بیج ہوتا ہے جو کسی نبی کی آمد یا خلیفہ کے چناؤ کے وقت انسان کے دل میں بویا جاتا ہے۔ اس کیفیت میں اِس کے ضائع ہونے کے امکانات ذرا کم ہوتے ہیں۔ کیونکہ وہ مخالفین کو دکھائی کم دیتا ہے تاہم اس کی حفاظت بہر حال ضروری ہے۔ لیکن جب یہ بیج دل کی کھیتی میں کونپل بن کر نمودار ہوتا ہے اور فصل بننے کی طرف ایک قدم آگے بڑھاتا ہے تو پھر اس کی حفاظت کی طرف توجہ ہوتی ہے اور ہونی بھی چاہئے کیونکہ اب یہ دشمنوں کی نظر میں آجاتا ہے۔ وہ اِس کی بیخ کُنی کے لئے کوششیں بھی کرنا شروع کر دیتا ہے۔ جب فصل بسا اوقات تیز بارش یا تیز آندھی سے زمین پر لیٹ جاتی ہے اور پھر کچھ وقت کے بعد وہ کھڑی ہو کر لہلہانے لگتی ہے اِسی طرح ایمان کم ہوتا اور بڑھتا بھی ہے۔ ایک دفعہ صحابہؓ، آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اپنا یہ مسئلہ لے کر حاضر ہوئے کہ حضورؐ! ہمارا ایمان کم بھی ہوتا ہے جس پر ہم فکر مند ہوتے ہیں اور جب آپؐ کی محفل میں ہوں تو ایمان بڑھ بھی جاتا ہے۔ اِس لئے آج کے دَور میں جب آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے اندر موجود نہیں تو ہمیں آپؐ کے ورثہ میں چھوڑی ہوئی باتوں اور چیزوں کی جلو میں رہنا چاہیے۔ جیسے قرآن کریم کے مطالعہ، تلاوت کی مسلسل کوشش کرنی چاہیے اور کَانَ خُلُقُهُ الْقُرْآن کے تحت ہمیں اپنے اخلاق کو قرآن کریم میں بیان اخلاق جیسا کرنا چاہیے تا ہم اپنے آقا و مولا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب ترین پہنچ سکیں۔ اللہ تعالیٰ نے بھی قرآن کریم میں سورۃ الانفال آیت 3 میں تلاوت قرآن سے ازدیادِ ایمان کا ذکر فرمایا ہے۔

سامعین! اسی طرح ایمان میں بڑھوتڑی کے لئے خلافت کی آغوش میں رہنا بہت ضروری ہے۔ کیونکہ یہ بھی اُس نبوّت کا تتمّہ ہے جو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم سے شروع ہوئی۔ اِس لئے اِس خلافت کو خلافت علی منہاج النبوۃ بولا گیا ہے۔ پھر ایمان کی حفاظت کے ذرائع میں سے ایک ذریعہ نماز کا قیام ہے جس سے ایمان میں اضافہ ہوتا ہے۔ ہم اوپر سُن آئے ہیں کہ ایمان اور مومن کا تعلق زیادہ تر حقوق العباد سے ہے۔ اِس لئے معاشرہ میں بسنے والے ہر شخص سے نرمی، خوش خلقی سے پیش آنا ضروری ہے۔ اگر ہمارا رویّہ کسی سے غیر اسلامی ہے تو ہم اُس وقت تک اللہ تعالیٰ کی سزا کی پاداش میں ہیں جب تک وہ شخص ہمیں معاف نہیں کر دیتا جس کے ساتھ ہم نے اچھا سلوک نہیں کیا۔ اِس لئے ہم سب پر ایمان کی نہ صرف حفاظت لازم ہے بلکہ ہمیں کوشش کرنی ہے کہ ہر وہ چھوٹی سے چھوٹی نیکی پر عمل پیرا ہوں جس سے ہمارا ایمان پنپے، بڑھے اور نشوونما پائے تا ہمارا خاتمہ بالخیر ہو اور ہم جب اپنے اللہ تعالیٰ سے ملاقات کرنے جا رہے ہوں تو وہ ہم سے راضی ہو اور اپنی محبت کی بانہوں میں ہمیں لپیٹ لے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ فرماتے ہیں:

"جس شخص کو اللہ تعالیٰ کی رؤیت حاصل ہو اور وہ کوئی مادی چیز نہیں کہ اُس کو دیکھا جائے بلکہ اس کے فعل کا دل پر اثر ہو اور دل اس کو محسوس کرے، وہ خدا کا ہو جائے اور خدا اُس کا ہو جائے اور اُس کا نفس اُس کے ماتحت ہو جائے تو ان کا ایمان تمام خطروں سے نکل جاتا ہے اور کسی عزیز رشتہ دار کی جدائی اس کے لئے ایمان کو متزلزل کرنے والی نہیں ہوتی۔ پس جب ایمان حاصل ہو جائے تو غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ کا مقام بھی حاصل ہونا چاہیے۔ یعنی مشاہدہ کا مقام ہو کہ وہاں سے کوئی دلیل، کوئی تکلیف اس کو نہ ہٹا سکے۔ آگ دلیل سے مانی ہوئی ہو تو اس کا انکار ہو سکتا ہے۔ لیکن اگر آگ میں ہاتھ ڈالا ہو اور وہ جل گیا ہو، اس پر کھانا پک گیا ہو، بجھائی ہو تو بجھ کر کوئلے ہو گئے ہوں۔ اس قدر مشاہدات کے جمع ہو جانے سے آگ کا کیسے انکار ہو سکتا ہے۔ اس کے مقابلہ میں کتنے ہی دلائل ہوں مگر ایسا مشاہدہ کرنے والا آگ کے وجود کا اور اس کی تاثیر کا منکر نہیں ہو سکتا۔ اسی طرح جب ایمان مشاہدہ کے درجہ تک پہنچ جائے تو پھر اُس کو مال و دولت، علم اور عزت، رشتہ داری اور دوسرے ہر ایک قسم کے تعلقاتِ دین سے نہیں پھرا سکتے۔ وہ ایسا محفوظ ہو جاتا ہے جیسا کہ بچہ ماں کی گود میں ہوتا ہے۔ اس لیے ضروری ہے کہ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ پر ہی کفایت نہ ہو

بلکہ غَیۡرِ الۡمَغۡضُوۡبِ عَلَیۡھِمۡ وَلَا الضَّآلِّیۡنَ پر بھی عمل ہو۔ یعنی ایمان کی حفاظت کی جائے۔ کوئی عقلمند پسند نہیں کرے گا بڑی جدوجہد اور سخت تکلیف کے ساتھ موتی نکالے اور نکال کر کُتّے کے آگے ڈال دے۔ اگر کوئی ایسا کرے تو وہ بے وقوف ہو گا۔ تم نے ہر ایک قسم کے اعتراض سنے اور ان سب کو طے کر کے حق کو قبول کیا اور ایمان پایا۔ اب ایمان کو دشمنوں کے آگے مت پڑا رہنے دو تا ایسا نہ ہو کہ تباہ ہو جائے اور تمہاری مثال اُس عورت کی سی نہ ہو جس کے متعلق آیا ہے اَلَّتِیۡ نَقَضَتۡ غَزۡلَھَا (النحل:93) جو سُوت کات کر ضائع کر دیتی تھی۔ پس جب تم نے ایمان حاصل کیا ہے تو اس کی حفاظت کی فکر بھی کرو اور ہر ایک مخالف اثر سے بچاؤ۔ مشاہدہ کا مقام حاصل کرو جس کے بعد کوئی خطرہ نہیں رہتا۔"

(الفضل 15 جون 1922ء)

سامعین! حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"سرگرمی انسان کے اندر ہو تو ایمان رہتا ہے ورنہ نہیں۔ کافور کے ساتھ کالی مرچ اس لیے رکھتے ہیں کہ کافور نہ اڑے۔ اس کی وجہ یہی ہے کہ کالی مرچ میں تیزی ہوتی ہے وہ اسے اڑنے سے بچائے رکھتی ہے۔"

(ملفوظات جلد 3 صفحہ 388-389 ایڈیشن 2022ء)

ایمان کی حفاظت کے لیے ضروری ہے کہ شریعت کی کامل پیروی کی جائے اور خلاف شرع امور سے اپنے آپ کو بچایا جائے، کیوں کہ نیکی اور بُرائی کا اثر انسان کے دل پر پڑتا ہے اور دل کی خرابی کا اثر سارے جسم پر ہوتا ہے، جیسا کہ ایک حدیث آتا ہے:

اَلَا وَإِنَّ فِی الْجَسَدِ مُضْغَةً إِذَا صَلَحَتْ صَلَحَ الْجَسَدُ كُلُّهُ وَإِذَا فَسَدَتْ فَسَدَ الْجَسَدُ كُلُّهُ أَلَا وَهِيَ الْقَلْبُ۔

(صحیح بخاری)

یعنی خبردار! بلاشبہ بدن میں گوشت کا ایک ٹکڑا ہے، جب وہ ٹکڑا صالح رہتا ہے تو تمام بدن میں صالحیت رہتی ہے اور جب اس میں فساد پیدا ہوتا ہے تو پورے جسم کا نظام بگڑ جاتا ہے، خبردار! اور وہ ٹکڑا دل ہے۔

جتنے ہمارے اعمال نیک ہوں گے اتنا ہی ہمارا ایمان بھی مضبوط ہو گا اور جتنی بُرائیاں زیادہ ہوں ایمان اُتنا ہی کمزور ہوتا چلا جائے گا اور کمزور ایمان سے بچنے کا بہترین ذریعہ دعا ہے۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"اگر کبھی کوئی ایسا موقع آجائے کہ دوسرے کو ہدایت دیتے دیتے تمہارے اپنے ایمان کے ضائع ہو جانے کا بھی خطرہ ہو تو ایسی حالت میں تم دوسرے کو بے شک ہلاک ہونے دو اور اپنے ایمان کی حفاظت کرو۔

دیال سنگھ کالج کے بانی کے متعلق کہتے ہیں کہ وہ بالکل اسلام کے قریب پہنچ گئے تھے مگر جو شخص انہیں تبلیغ کر رہا تھا اس نے ایک دفعہ صرف اس آیت پر تھوڑی دیر کے لئے عمل چھوڑ دیا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ اسلام سے منحرف ہو گئے۔ سردار دیال سنگھ صاحب جن کے نام پر لاہور میں کالج بنا ہوا ہے سکھ مذہب سے سخت متنفّر تھے کسی مولوی سے انہیں اسلام کا علم ہوا اور جب اسلامی تعلیم پر انہوں نے غور کیا تو وہ بہت ہی متاثر ہوئے اور انہوں نے اپنی مجلس میں اسلام کی خوبیوں کا اظہار کرنا شروع کر دیا اور کہنے لگ گئے کہ مَیں اب اسلام قبول کرنے والا ہوں۔ ان کا ایک ہندو دوست تھا جو بڑا چالاک تھا۔ اس نے جب دیکھا کہ یہ مسلمان ہونے لگے ہیں تو اس نے انہیں کہا کہ سردار صاحب ہاتھی کے دانت کھانے کے اَور ہوتے ہیں اور دکھانے کے اَور۔ یہ تو محض مسلمانوں کی باتیں ہیں کہ اسلام بڑا اچھا مذہب ہے ورنہ عمل کے لحاظ سے کوئی مسلمان بھی اسلامی تعلیم پر کاربند نہیں۔ اگر آپ کو میری اس بات پر اعتبار نہ ہو تو جو مولوی آپ کو اسلام کی تبلیغ کرنے کے لئے آتا ہے آپ اس کے سامنے ایک سو روپیہ رکھ دیں اور کہیں کہ ایک دن تو میری خاطر شراب پی لے۔ پھر آپ دیکھیں گے کہ وہ شراب پیتا ہے یا نہیں۔ انہوں نے کہا بہت اچھا چنانچہ جب دوسرے دن وہی مولوی آیا تو انہوں نے سو روپیہ کی تھیلی اس کے سامنے رکھ دی اور کہا مولوی صاحب! اب تو مَیں نے مسلمان ہو ہی جانا ہے۔ ایک دن تو آپ بھی میرے ساتھ شراب پی لیں اور دیکھیں! مَیں نے آپ کی کتنی باتیں مانی ہیں کیا آپ میری اتنی معمولی سی بات بھی نہیں مان سکتے۔ اس کے بعد تو مَیں نے شراب کو ہاتھ بھی نہیں لگانا۔ صرف آج شراب پی لیں۔ اس نے سو روپیہ کی تھیلی لے لی اور شراب کا گلاس اٹھا کر پی لیا۔ سردار دیال سنگھ صاحب پر اس کا ایسا اثر ہوا کہ وہ بجائے مسلمان ہونے کے برہمو سماج سے جا ملے اور انہوں نے اپنی ساری جائداد اس کے لئے وقف کر دی۔ یہ نتیجہ تھا درحقیقت اس آیت کی خلاف ورزی کا۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ کا حکم یہ ہے کہ لَا یَضُرُّکُمۡ مَّنۡ

ضَلَّ اِذَا اهْتَدَيْتُمْ (المائدۃ:106) اگر روٹی کا سوال ہو تو بے شک خود بھوکے رہو اور دوسرے کو کھانا کھلاؤ۔ لیکن جہاں ہدایت کا سوال آجائے اور تمہیں محسوس ہو کہ اگر تمہارا قدم ذرا بھی ڈگمگایا تو تم خود بھی ہدایت سے دُور ہو جاؤ گے تو تمہیں یاد رکھنا چاہیے کہ ایسی صورت میں تمہیں مضبوطی سے ہدایت پر قائم رہنا چاہیے اور دوسرے کی گمراہی کی پرواہ نہیں کرنی چاہیے۔"

(سیر روحانی جلد اوّل صفحہ 153-154)

سامعین! حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"یقیناً سمجھو کہ ہر ایک پاکبازی اور نیکی کی اصلی جڑ خدا پر ایمان لانا ہے جس قدر انسان کا ایمان باللہ کمزور ہوتا ہے اسی قدر اعمالِ صالحہ میں کمزوری اور سستی پائی جاتی ہے لیکن جب ایمان قوی ہو اور اللہ تعالیٰ کو اس کی تمام صفات کاملہ کے ساتھ یقین کر لیا جائے اسی قدر عجیب رنگ کی تبدیلی انسان کے اعمال میں پیدا ہو جاتی ہے۔ خدا پر ایمان رکھنے والا گناہ پر قادر نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ یہ ایمان اس کی نفسانی قوتوں اور گناہ کے اعضا کو کاٹ دیتا ہے۔ دیکھو! اگر کسی کی آنکھیں نکال دی جاویں تو وہ آنکھوں سے بد نظری کیونکر کر سکتا ہے اور آنکھوں کا گناہ کیسے کرے گا اور اگر ایسا ہی ہاتھ کاٹ دیئے جاویں یا شہوانی قویٰ کاٹ دیئے جاویں۔ پھر وہ گناہ جو اُن اعضا سے متعلق ہیں کیسے کر سکتا ہے؟ ٹھیک اسی طرح پر جب ایک انسان نفس مطمئنہ کی حالت میں ہوتا ہے تو نفس مطمئنہ اسے اندھا کر دیتا ہے اور اس کی آنکھوں میں گناہ کی قوت نہیں رہتی۔ وہ دیکھتا ہے پھر نہیں دیکھتا۔ کیونکہ آنکھوں کے گناہ کی نظر سلب ہو جاتی ہے۔ وہ کان رکھتا ہے مگر بہرہ ہوتا ہے اور وہ باتیں جو گناہ کی ہیں نہیں سن سکتا۔ اسی طرح پر اس کی تمام نفسانی اور شہوانی قوتیں اور اندرونی اعضا کاٹ دیئے جاتے ہیں۔ اس کی ان ساری طاقتوں پر جن سے گناہ صادر ہو سکتا تھا ایک موت واقع ہو جاتی ہے اور وہ بالکل ایک میت کی طرح ہوتا ہے اور خدا تعالیٰ ہی کی مرضی کے تابع ہوتا ہے۔ وہ اس کے سوا ایک قدم نہیں اُٹھا سکتا۔ یہ وہ حالت ہوتی ہے جب خدا تعالیٰ پر سچا ایمان ہو اور جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ کامل اطمینان اسے دیا جاتا ہے۔ یہی وہ مقام ہے جو انسان کا اصل مقصود ہونا چاہیے اور ہماری جماعت کو اسی کی ضرورت ہے اور اطمینان کامل کے حاصل کرنے کے واسطے ایمانِ کامل کی ضرورت ہے۔ پس ہماری جماعت کا پہلا فرض یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ پر سچا ایمان حاصل کریں۔"

(ملفوظات جلد 6 صفحہ 244-245 ایڈیشن 1984ء)

تقریر کے آخر پر لفظِ "ایمان" اور "مؤمن" کی طرف لوٹتے ہوئے قرآن کریم کے حوالہ سے ذکر کر دیتا ہوں تا ایک بار پھر "ایمان" کی حفاظت کے لئے اُس کے معانی ذہنوں میں اجاگر ہو جائیں۔ اللہ تعالیٰ نے بارہا اِس امر کی تنبیہ فرمائی ہے کہ ایمان کے بعد کفر پر آنا بہت گھاٹے اور نقصان کا سودا ہے۔ ایمان کے بعد فسوق کی طرف نہ لوٹنے کا حکم ہے۔ ایمان کو ظلم سے نہ ملانے کا ارشاد ہے۔ ایمان کو بڑھانے والوں کو بشارات کی نوید دی گئی ہے جبکہ ایمان کی طرف توجہ نہ دینے والوں کو خدا تعالیٰ کی ناراضگی کا سامنا کرنے کا ذکر ہے۔

بس ہمارا ایمان "**اللہ ہے**" کے مشاہدہ پر یقین پر ہو۔ ہمارا ایمان اُن مشاہدات کے مجموعہ کا نام ہو جو ہم روزانہ دنیا میں دیکھتے ہیں جیسے آگ بھسم کرتی ہے۔ پانی آگ کو بجھا دیتا ہے۔ کونین بخار کو ہلکا کرتی ہے وغیرہ وغیرہ۔ ہمارا اللہ پر یہ یقین کامل ہو کہ وہ ہمارے ایمان کو بڑھائے گا اور اُسی طرح ہمیں جنت میں لے جائے گا جس طرح صحابہؓ کو لے گیا تھا۔

سامعین! حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

"ایمان کیا ہے؟ یا حقیقی مومن کون ہے؟ اس کی گہرائی میں جب ہم جائیں تو خوف سے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں کہ کیا ہمارا ایمان اس قابل ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک حقیقی ایمان کہلا سکے؟ یا کیا ہم حقیقی مومن کے زُمرے میں آتے ہیں؟ ہم پر خدا تعالیٰ کا یہ احسان ہے کہ اس زمانہ میں ہمیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت میں شامل کیا جنہوں نے قدم قدم پر ہماری راہنمائی فرمائی۔ ہمیں سیدھے راستے پر رکھنے اور حقیقی مومن بننے کے لئے بے شمار اور مختلف ذریعوں سے ہماری راہنمائی فرمائی۔

ایک جگہ آپؑ فرماتے ہیں کہ مومن وہ لوگ ہوتے ہیں جن کے اعمال ان کے ایمان پر گواہی دیتے ہیں۔ جن کے دل پر ایمان لکھا جاتا ہے اور جو اپنے خدا اور اس کی رضا کو ہر ایک چیز پر مقدم کر لیتے ہیں اور تقویٰ کی باریک اور تنگ راہوں کو خدا کے لئے اختیار کرتے ہیں اور اس کی محبت میں محو ہو جاتے ہیں اور ہر ایک چیز جو بُت کی طرح خدا سے روکتی ہے خواہ وہ اخلاقی حالت ہو یا اعمال فاسقانہ ہوں یا غفلت اور کسل ہو سب سے اپنے تئیں دور تر لے جاتے ہیں۔ پس یہ وہ ایمان ہے جو ہمیں کامل الایمان بنائے گا۔ فاسقانہ اعمال کے بارے میں تو کسی احمدی کے متعلق سوچا بھی نہیں جا سکتا۔ لیکن اگر ہمارے اخلاق میں ادنیٰ سی بھی کمزوری ہے تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ

والسلام کے نزدیک ہمیں اپنی حالت کی طرف توجہ کرنی چاہئے کہ یہ ہمارے ایمان میں کمزوری پیدا کر سکتی ہے۔ لیکن ہمارا ہر عمل اور فعل اگر خدا تعالیٰ کی رضا کے لئے ہے تو پھر ہم امید رکھ سکتے ہیں کہ ہماری یہ کمزوریاں بھی اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے دور فرماتا چلا جائے گا اور یہی بات پھر ایمان میں مضبوطی بھی پیدا کرتی ہے۔ ہم اگر آپس کے روزمرہ کے تعلقات نبھا رہے ہیں، خدا تعالیٰ کی رضا کے لئے ایک دوسرے کے حق ادا کر رہے ہیں تو یہ باتیں ہمارے ایمان میں اضافے کا باعث بنانے والی ہوں گی۔ پس ان معیاروں کو حاصل کرنے کی ہر احمدی کو کوشش کرنی چاہئے۔ بعض دفعہ بعض عمل جان بوجھ کر ایک انسان نہیں کرتا لیکن غفلت اور سستی راہ میں حائل ہو جاتی ہے۔ اس میں عبادت کی ادائیگی میں کمزوری بھی ہے اور دوسری ایسی باتیں بھی ہیں جو خدا تعالیٰ کو ناپسند ہیں جن کے بارے میں خدا تعالیٰ نے ہمیں تنبیہ فرمائی ہے کہ یہ تمہارے فرائض ہیں، انہیں پورا کرو۔ اگر انسان لاپرواہی اور غفلت کی وجہ سے انہیں پورا نہیں کرتا تو آہستہ آہستہ یہ چیزیں پھر ایمان کی کمزوری اور شرک کی طرف لے جاتی ہیں۔ پس ایک احمدی کو ہر قسم کے حقوق کی ادائیگی کے لئے ہر وقت اپنے جائزے لیتے رہنا چاہئے۔ کیونکہ کسی بھی قسم کی نیکی سے جن کا خدا تعالیٰ نے حکم دیا ہے غفلت برتنا یا ان کے کرنے میں سستی دکھانا مومن کا شیوہ نہیں ہے۔"

(خطبہ جمعہ 17/اکتوبر 2008ء)

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

"نرے ایمان کے دعوے اور اظہار اور اس کی جڑ کی مضبوطی کا اعلان کسی کام کا نہیں جب تک اعمال صالحہ کی سرسبز شاخیں اور پھل خوبصورتی نہ دکھا رہی ہوں اور فیض نہ پہنچا رہی ہوں۔ اور جب یہ خوبصورتی اور فیض رسانی ہو تو پھر دنیا بھی متوجہ ہوتی ہے اور اس کے گرد جمع بھی ہوتی ہے اور ان کی حفاظت کے لئے پھر کوشش بھی کرتی ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے ہر مسلمان کو صرف ایمان میں مضبوطی کا نہیں کہا بلکہ تقریباً ہر جگہ جہاں ایمان کا ذکر آیا ہے ایمان کو اعمال صالحہ کے ساتھ جوڑ کر مشروط کیا اور یہ حالت پیدا کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ انبیاء بھی بھیجتا ہے۔ یہ حالت مومنوں میں اس وقت پیدا ہوتی ہے جب زمانے کے نبی کے ساتھ تعلق بھی پیدا ہو۔ جیسا کہ مَیں نے کہا بڑے بڑے گروہ ہیں جو دین کے نام پر اور ایمان کے نام پر اپنی مضبوط جڑوں کا اظہار کرتے ہیں لیکن ہو کیا رہا ہے؟ ان کی نہ صرف آپس میں نفرتیں بڑھ رہی ہیں اور ایک گروہ دوسرے گروہ پر اپنی برتری ثابت کرنے کے لئے جو بھی کوشش ہو سکتی ہے جائز ناجائز طریقے سے، ظلم سے، وہ کرنے کی کوشش کر رہا ہے بلکہ غیر مسلم بھی پریشان ہو کر ان کی وجہ سے اسلام سے خوفزدہ ہو رہے ہیں۔ وہ مذہب جس نے غیر مسلموں کی محبتوں کو سمیٹا اور مسلمان حکومتوں کی حفاظت کے لئے غیر مسلم بھی مسلمانوں کی طرف سے لڑنے کے لئے تیار ہو گئے۔ اس کی یہ حالت ہے کہ غیروں کو تو کیا کھینچنا ہے خود مسلمانوں کی آپس کی حالت اعمال صالحہ کی کمی کی وجہ سے قُلُوْبُهُمْ شَتّٰى (الحشر: 15) کا نظارہ پیش کر رہی ہے۔ دل ان کے پھٹے ہوئے ہیں۔ آج ان صحیح اعمال کی تصویر پیش کرنا ہر احمدی کا کام ہے جس نے زمانے کے امام اور نبی کو مانا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت ہی وہ خدا تعالیٰ کا لگایا ہوا درخت ہے جس کی جڑیں مضبوط ہیں اور شاخیں بھی سرسبز، خوبصورت اور پھلدار ہیں جو دنیا کو اپنی طرف متوجہ کرتا ہے۔ اور یہ سب کچھ اس لئے ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہمیں حقیقی اسلام کی تعلیم سے آشنا کیا ہے۔ ہمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اُسوہ پر چلنے کی طرف ترغیب دلائی، زور دیا، توجہ دلائی، اُس کی اہمیت واضح کی۔

پس یہ جماعت احمدیہ ہی ہے جس کی جڑیں بھی مضبوط ہیں اور شاخیں بھی سرسبز و خوبصورت ہیں اور پھلدار ہیں جو دنیا کو اپنی طرف متوجہ کرتا ہے۔ یہ وہ درخت ہے جس کو دیکھ کر دنیا کے ہر خطے میں بسنے والے لوگ یہ کہتے ہیں کہ یہ کون سا اسلام ہے جو تم پیش کرتے ہو۔... پس جیسا کہ مَیں نے کہا کہ زمانے کے امام کو ماننے کی وجہ سے ہر احمدی کا فرض ہے کہ ایمان کی مضبوطی کے ساتھ سرسبز شاخیں بن جائے۔ سرسبز شاخوں کے خوبصورت پتے بن جائے۔ اُن پر لگنے والے خوبصورت پھول اور پھل بن جائے۔ جو دنیا کو نہ صرف خوبصورت نظر آئے بلکہ فیض رساں بھی ہو۔ فیض پہنچانے والا بھی ہو۔ ورنہ ایمان و یقین میں کامل ہونا بغیر عمل کے بے فائدہ ہے... ہم احمدی ہونے کا حق اس وقت ادا کر سکتے ہیں جب ہم اپنے اعمال صالحہ کی وجہ سے ہر طرف اعلیٰ اخلاق دکھانے کا مظاہرہ کرنے والے ہوں۔ جب ہم اپنے محلے اور شہر اور اپنے ملک میں اعمال صالحہ کی وجہ سے اسلام کی خوبصورتی دکھانے والے بنیں۔ ہر قسم کے فسادوں، جھگڑوں، چغلی کرنے کی عادتوں، دوسروں کی تحقیر کرنے، رحم سے عاری ہونے، احسان کر کے پھر جتانے والے لوگوں میں شامل نہ ہوں بلکہ ان چیزوں سے بچنے والے ہوں اور اعلیٰ اخلاق کا مظاہرہ کرنے والے ہوں۔"

(خطبہ جمعہ 19ء ستمبر 2014ء)

اللہ تعالیٰ ہمیں نہ صرف سچا ایمان نصیب کرے بلکہ زندگی کے آخری دم تک ایمان پر قائم بھی رکھے۔ آمین

(کمپوزڈ: منہاس محمود۔ جرمنی)